تہذیب اخلاق

زاہد احمد۔ ایم اے علوم اسلامیہ
لیکچرار علامہ اقبال گورنمنٹ کالج سیالکوٹ

فریضۂ تبلیغ

معنیٰ و مفہوم :

تبلیغ کے لغوی معنیٰ ہیں پہنچانا۔ اصطلاح میں اس سے مراد بھلائی اور نیکی کی باتیں نیز دین کے احکام لوگوں تک پہنچانا ہے۔

سید سلیمان ندوی تبلیغ کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"تبلیغ کے لفظی معنیٰ پیغام پہنچانے کے ہیں اور اصطلاح میں اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس چیز کو ہم اچھا سمجھتے ہیں، اس کی اچھائی اور خوبی کو دوسرے لوگوں اور دوسری قوموں اور ملکوں تک پہنچائیں اور ان کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔" (سیرت النبیؐ جلد چہارم)

یہ تبلیغ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لیے ہوتی ہے۔

غیر مسلم کو تبلیغ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول و احکام، وضاحت سے پیش کرکے اسے غور و فکر کی دعوت دی جائے، تاکہ وہ اسلام کی حقانیت تسلیم کرکے حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے۔

مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں جو بدعملی اور فسق و فجور پیدا ہو چکا ہو، اسلام کے احکام کی یاد دہانی کرا کر اسے ترغیب و ترہیب سے ختم کیا جائے۔

قرآن پاک میں تبلیغ کے ہم معنیٰ چند اور الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں، مثلاً :

۱۔ اِنْذار : اس کے معنی ہوشیار کرنے، آگاہ کرنے اور ہدایت کرنے کے ہیں۔
۲۔ دَعْوت : اس کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں۔
۳۔ تَذْکِیر : اس کے معنی یاد دلانے اور نصیحت کرنے کے ہیں۔

اسلام میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت :

دینِ اسلام نے دعوت وتبلیغ کو نہ صرف بہت زیادہ اہمیت دی اور اس کے لیے کھلے احکام دیتے ہیں، بلکہ داعئ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں اس کی عملی مثالیں بھی پیش فرمائی ہیں۔ چنانچہ انجانوں کو ہوشیار اور بے خبروں کو آگاہ کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے وحی میں حکم ہوا:

"يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝" (المدثر : ۱-۲)

"اے کپڑا اوڑھنے والے، اُٹھئے اور (لوگوں کو) ہدایت کیجئے!"

پھر بار بار حکم ہوتا رہا کہ :

"يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۔" (المائدة: ۶۷)

"اے رسولؐ، جو کچھ آپؐ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اسے (لوگوں تک) پہنچائیے!"

نیز فرمایا :

" فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۖ ۔" (الشورٰی: ۱۵)

"(اے نبیؐ) اسی (دین کی) طرف (لوگوں کو) بلاتے رہیئے اور جیسا آپؐ کو حکم ہوا ہے (اس پر) قائم رہیئے!"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا :

"فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۔" (الاعلیٰ : ۹)

"سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہیئے!"

سورۂ ذاریات میں فرمایا :

" وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۔" (الذاریات: ۵۵)

"اور نصیحت کرتے رہیئے کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے!"

سورۂ قٓ میں ارشاد ہوا :

" فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ۔" (قٓ : ۴۵)

"پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے، اسے قرآن مجید سے نصیحت کرتے رہیئے!"

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، اس لیے یہ فریضہ آپؐ کے بعد اب اُمتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو سونپ دیا گیا۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ - الآیة" (آلِ عمران: ۱۱۰)

"تم بہترین اُمت ہو، جسے لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔"

اس آیت میں اُمتِ مسلمہ کو اس لیے بہترین قرار دیا گیا ہے کہ یہ اُمت لوگوں کو نیک کام کرنے کی تلقین کرتی، انہیں راہِ راست پر لاتی اور انہیں برائی و بدکاری سے روکتی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (آل عمران: ۱۰۴)

"تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی دعوت دے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں!"

اس آیت کی رُو سے مسلمانوں پر تبلیغ کرنا فرض ہے!

سورۃ العصر میں اسی فریضۂ تبلیغ کی ترغیب یوں دلائی گئی ہے:

"وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

"قسم ہے زمانے کی، یقیناً انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے!"

یہاں واضح طور پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ محض خود نیک بننے سے اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا، جب تک دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش نہ کی جائے اور برائی کا خاتمہ نہ کیا جائے۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی تبلیغ کی بہت زیادہ اہمیت بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ" (صحیح مسلم مع نووی جزء ۱۵ ص۱۷۸)

"بخدا، تمہاری وجہ سے کسی ایک آدمی کا بھی ہدایت پا جانا تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بڑھ کر ہے!"

"مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ"

(مشکوٰۃ ج ۲ ص۴۳۶ بحوالہ مسلم عن ابی سعید الخدریؓ)

"تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے، اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو کم از کم دل سے ہی اسے برا جانے (تاہم یہ آخری صورت) کمزور ترین ایمان کی نشانی ہے۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

"بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً" (مشکوٰۃ ج ۱ ص۳۲ بحوالہ بخاری)

"میری تعلیم کو آگے پہنچاؤ، چاہے وہ ایک آیت ہی ہو۔"

حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ" (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص۔۔)

"جو شخص موجود ہے وہ اس تک پہنچا دے، جو موجود نہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"وَاللهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا وَّلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ" (مشکوٰۃ ج ۱ ص۴۳۸ باب الامر بالمعروف)

یعنی تم نیکی کے حکم اور برائی کے انسداد سے ہرگز نہ رکنا حتیٰ کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کی طرف جھکا

ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا اور ضرور تم پر لعنت کرے گا جس طرح اس نے ان بداعمال لوگوں پر لعنت کی ہے!

تبلیغ کے ترک کرنے پر بہت سی احادیث میں وعید بھی آئی ہے۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

"عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُونَ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ يَمُوتُوا" (مشکوٰۃ ج ا ص ۴۳۷ بحوالہ ابوداؤد)

"کسی جماعت میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت یا قوم باوجود طاقت اور اختیار کے اس شخص کو گناہ سے نہیں روکتی تو اس (جماعت یا قوم) پر مرنے سے پہلے دنیا میں ہی اللہ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔"

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو، پھر وہ وقت آئے کہ تم دعا کرو تو وہ قبول نہ ہو اور تم سوال کرو تو سوال پورا نہ کیا جائے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ" (مشکوٰۃ ج ا ص ۴۳۶ بحوالہ ترمذی)

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تبلیغ کی کتنی زیادہ اہمیت ہے اور مسلمانوں کو کس قدر اس کی تاکید کی گئی ہے، پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ دین کی سربلندی، عوام کی بھلائی، نیکی کی اشاعت، برائیوں کے خاتمے اور معاشرے کی اصلاح کے لیے تبلیغ کا فریضہ انجام دیں۔ معاشرے کو بدکاریوں اور فحاشیوں سے پاک کرنے کے لیے تبلیغ ازبس ضروری ہے۔ ان احادیث سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ فریضۂ تبلیغ

سے غفلت، پستی و ذلت کا پیش خیمہ ہے۔

تبلیغ کے اصول :

یہ نکتہ کہ کس طرح لوگوں کو سچائی کے قبول کرنے کی دعوت دینی چاہیئے، قرآنِ مجید نے انتہائی مختصر الفاظ میں لیکن بڑی جامعیت سے بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ الآیة" (النحل: ۱۲۵)

"(اے پیغمبرؐ) اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجیئے حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے بہت ہی اچھے طریقہ سے مناظرہ کیجیئے!"

اِس آیت میں مسلمانوں کو تبلیغ و دعوت کے تین اصول سکھائے گئے ہیں:

(۱) دانش و حکمت (۲) عمدہ نصیحت (۳) مناظرہ بطریقِ احسن

۱۔ دانش و حکمت :

مبلّغ کا کام صرف ایک پیغام اور کلام کو لوگوں کے کانوں میں ڈال دینا نہیں، بلکہ حکمت و تدبر سے مناسب ماحول دیکھ کر اسے ایسے انداز میں لوگوں تک پہنچانا ہے کہ مخاطب کے لیے اسے قبول کرنا آسان ہو جائے۔ مطلب یہ کہ وہ ہدایت کا پیغام دلائل و براہین کی روشنی میں ایسے حکیمانہ انداز سے پیش کرے کہ سننے والا گردن جھکا دے۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"حکمت کا مطلب یہ ہے کہ بے وقوفوں کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کی جائے بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت، استعداد اور حالات کو سمجھ کر، نیز موقع و محل کو دیکھ کر بات کی جائے۔ پھر ایسے دلائل سے اس کا علاج کیا جائے، جو اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں سے اس کے مرض کی جڑ نکال سکتے ہوں۔" (تفہیم القرآن، جلد دوم)

۲۔ عمدہ نصیحت :

موعظت کے معنی نصیحت کے ہوتے ہیں۔ اصطلاح میں ہمدردی اور خیر خواہی کے

ساتھ کسی کو نیک کام کی طرف بلانا موعظت کہا جاتا ہے۔ "موعظت" کے ساتھ "حسنہ" کی قید بھی لگا دی گئی تو اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ نصیحت نرم اور دلنشین انداز میں ہو۔ بعض اوقات خاص ہمدردی اور خیر خواہی سے کسی کو بھلائی کی طرف بلایا جاتا ہے مگر لب و لہجہ دل خراش ہوتا ہے تو دعوت مؤثر نہیں ہوتی۔ لہٰذا "موعظت" کے ساتھ "حسنہ" کی قید، تبلیغ کا دوسرا اہم اصول ہے۔

مولانا مودودی مرحوم وضاحت فرماتے ہیں:

"عمدہ نصیحت کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ مخاطب کو صرف دلائل ہی سے مطمئن کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اس کے جذبات کو بھی اپیل کیا جائے۔ برائیوں اور گمراہیوں کا محض عقلی حیثیت ہی سے ابطال نہ کیا جائے، بلکہ انسان کی فطرت میں ان کے لیے جو پیدائشی نفرت پائی جاتی ہے، اسے بھی ابھارا جائے اور ان کے برے نتائج کا خوف دلایا جائے۔ ہدایت اور عمل صالح کی محض صحت اور خوبی ہی عقلاً ثابت نہ کی جائے بلکہ ان کی طرف رغبت اور شوق بھی پیدا کیا جائے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ نصیحت ایسے طریقہ سے کی جائے جس سے دل سوزی اور خیر خواہی ٹپکتی ہو۔ مخاطب یہ نہ سمجھے کہ ناصح اسے حقیر سمجھ رہا ہے اور اپنی بلندی کے احساس سے لذت لے رہا ہے، بلکہ اسے یہ محسوس ہو کہ ناصح کے دل میں اس کی اصلاح کے لیے ایک تڑپ موجود ہے، اور وہ حقیقت میں اس کی بھلائی چاہتا ہے۔" (تفہیم القرآن، جلد دوم)

۳۔ مناظرہ بطریقِ احسن:

اگر پہلے دو اصول کارگر نہ ہوں اور نوبت مناظرہ اور مجادلہ تک پہنچ جائے تو مناظرہ اچھے طریقہ پر ہونا چاہیئے۔ اس مناظرہ میں بھی نرمی، خیر خواہی اور حسنِ خطاب کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس میں غصہ اتارنا پیشِ نظر نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے کلمۂ حق بلند کرنا مقصود ہو۔ اس مباحثے کی اولین شرط یہ ہے کہ اچھے اور سلجھے ہوئے طریقے پر ہو اور مخاطب کے دلائل کی تردید بڑے منطقی انداز میں ہو تا کہ اس سے ضد اور ہٹ دھرمی

پیدا نہ ہو۔

مولانا موصوف مناظرہ بطریقِ احسن کی وضاحت کرتے ہوئے یوں اظہارِ خیال فرماتے ہیں :

"مبلغ کی نوعیت محض مناظرہ بازی اور عقلی کشتی اور ذہنی دنگل کی نہ ہو۔ اس میں کج بحثیاں، الزام تراشیاں اور چوٹیں اور پھبتیاں نہ ہوں۔ اس کا مقصود حریفِ مقابل کو چپ کرا دینا اور اپنی زبان آوری کے ڈنکے بجا دینا نہ ہو، بلکہ اس میں شیریں کلامی ہو۔ اعلیٰ درجہ کا شریفانہ اخلاق ہو، معقول اور دل لگنے دلائل ہوں۔ مخاطب کے اندر ضد اور بات کی پیچ اور ہٹ دھرمی پیدا نہ ہونے دی جائے، سیدھے سیدھے طریقے سے اس کو بات سمجھانے کی کوشش کی جائے اور جب محسوس ہو کہ وہ کج بحثی پر اتر آیا ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ گمراہی میں اور زیادہ دور نہ نکل جائے۔" (تفہیم القرآن، جلد دوم)

تبلیغ کے طریقے

تبلیغ درج ذیل تین طریقوں سے کی جا سکتی ہے :

۱۔ قولی تبلیغ :

قولی تبلیغ سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو زبان سے دین کی سربلندی کے لیے بھلائی کی دعوت دی جائے، نیکی کا حکم کیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

۲۔ قلمی تبلیغ :

اس سے مراد یہ ہے کہ دینی لٹریچر عام کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے پمفلٹ اور کتابیں شائع کی جائیں اور دینی رسائل و جرائد کا اجراء کیا جائے، جن کے ذریعہ دین کی صحیح باتیں عوام الناس تک پہنچ جائیں۔

☆

۳۔ عملی تبلیغ: عملی تبلیغ سے مراد یہ ہے کہ دینِ اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہو کر اپنے کردار کو ایسا بنا کر پیش کیا جائے کہ دوسرے لوگ بھی دیکھ کر اسی کی طرح کے نیک اعمال کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مبلغ، لوگوں کو جس بات کی دعوت دیتا ہو، خود بھی اس پر عمل پیرا ہو۔

(جاری ہے)

شعر و ادب

جناب عبدالرحمٰن عاجز

ہائے ایسی کسی انساں کی تقدیر نہ ہو

جس میں دلداری و دلسوزی و تاثیر نہ ہو
اس سے بہتر ہے کہ ایسی کوئی تقریر نہ ہو

شعلہ افروز اگر حسرتِ دلگیر نہ ہو
نالے میں سوز نہ ہو، آہ میں تاثیر نہ ہو!

کوچۂ شوق میں تو شکوۂ تذلیل نہ کر
یہی تذلیل کہیں باعثِ توقیر نہ ہو

ہے ترے عفو و کرم پر مری بخشش کا مدار
یہ تو ممکن نہیں، مجھ سے کوئی تقصیر نہ ہو

برق رفتاریٔ ہستی کا تقاضا ہے یہی
نیک اعمال میں دم بھر کی بھی تاخیر نہ ہو

جب کسی حال کو حاصل نہیں دنیا میں دوام
پھر تو دنیا میں کسی حال میں دلگیر نہ ہو

قیس اُڑتا ہوا پھرتا ہے بگولے کی طرح
اس قدر بھی کسی انسان کی تشہیر نہ ہو!

اک قدم بھی رہِ ایماں پہ نہ چلنے پائے
گر ترے پاؤں میں اسلام کی زنجیر نہ ہو

پھر یہ انسان زمانے کا خدا بن بیٹھے
اس کی قسمت میں جو ناکامیٔ تدبیر نہ ہو

وسعتِ کون و مکاں تنگ ہے جس کے آگے
وہ کسی نقطۂ دل کی کوئی تفسیر نہ ہو!

قطرۂ آبِ وضو پھیل کے دریا بن جائے
فائدہ کیا ہے اگر روح کی تطہیر نہ ہو

نیک انسان ہے، دنیا میں وہ جس کے دل میں
کسی انساں کے لیے جذبۂ تحقیر نہ ہو

دولتِ دیں سے تہی دست نہ ہو جائے کوئی
ہائے ایسی کسی انسان کی تقدیر نہ ہو!

زندگانی رہِ عشرت میں نہ لٹ جائے تری
دیکھ ایسی کہیں تجھ سے کبھی تقصیر نہ ہو

شامِ عصیاں کی کبھی صبح نہ ہونے پائے
قلبِ انساں میں اگر ایماں کی تنویر نہ ہو

اتنے تاریک خد و خال ہیں جس کے عاجز
غور سے دیکھ کہیں تیری ہی تصویر نہ ہو